

از حضرت علامہ مولانا شمس الحق افغانی مدظلہ

عقیدہ قیامتِ معاد اور مجازاتِ اعمال اسماء القیامت

جس چیز کے نام کثیراتعداد ہوں تو یہ اس کی عظمت کی دلیل ہے۔ اللہ جل جلالہ کے نام بہت ہیں جو مسیحی کے معظّم ہونے کی دلیل ہے۔ امام سیوطیؒ نے بدور السافرة فی امور الاخرة میں روز قیامت کے اسی اسماء ذکر کئے ہیں۔ (ص ۴۲ مطبوعہ کاشفی رام لاہور) ہم ان میں سے صریح مشہور اسماء کا ذکر کرتے ہیں۔

۱۔ الساعۃ | یہ قیامت کا نام ہے دو وجہ سے۔ ایک اس وجہ سے کہ قیامت اچانک آئے گی۔ جیسے ایک گھنٹہ گزر جانے کے بعد اچانک دوسرا گھنٹہ آ جاتا ہے۔ دوم اس وجہ سے کہ قیامت میں اولین آخرین کا حساب ٹھوڑے وقت مثلاً ایک گھنٹہ میں ختم ہو جائے گا یہی صریح الحساب ہونے کا معنی ہے۔ یہی معنی حضرت علیؑ سے منقول ہے
اِنَّ السَّاعَةَ آتِيَةٌ لَا رَيْبَ فِيْهَا (المجادلہ)

۲۔ القیامت | کُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ وَ اِنَّمَا تُوَفَّوْنَ اُجُورَکُمْ یَوْمَ الْقِيَامَةِ (الاعران آیت ۸۴) اس نام کی وجہ یہ ہے کہ قیامت کھڑے ہو گا نام ہے اور اس دن تمام لوگ اور ملائکہ اور روح اللہ کے آگے کھڑے ہوں گے۔ جب تک اللہ چاہے۔

۳۔ القارعة | قرعہ دل کو لرزانے اور کھٹ کھٹانے کا نام ہے۔ یہ دن اپنی ہیبت ناکوں سے دلوں کو خوفزدہ کر دے گا۔ الْقَارِعَةُ مَا الْقَارِعَةُ۔

۴۔ الحاقق | یہ حق سے ماخوذ ہے اس نام میں یہ بتانا مقصود ہے کہ یہ دن حق ہے اور اس میں شک و شبہ کی گنجائش نہیں۔

۵۔ الواقعت | وقوع سے ماخوذ یعنی اس دن کے واقع ہونے میں شبہ نہیں بلکہ حقیقت واقعہ یہ ہے
یہ دونوں نام بالترتیب الْعَاقَةُ مَا الْعَاقَةُ۔ اِذَا وَقَعَتِ الْوَاقِعَةُ میں مذکور ہے۔

- ۶۔ الغاشیہ | هَلْ آتَاكَ حَدِيثُ الْغَاشِيَةِ ط غشی کے معنی چھپانے کے ہیں یہ دن اپنی پستی ناکبوں سے دلوں کو چھپالے گا اور لوگ حواس باختہ ہو جائیں گے۔
- ۷۔ آزف | اذفة الازفة لیس لہامن ددن اللہ کا مشفہ آف قریب ہونے کو کہتے ہیں۔ آف الشی قرب اور یہ دن حقیقت کے اعتبار سے قریب ہے کہ آنے والی چیز قریب ہوتی ہے اور جانے والی چیز بعید ہوتی ہے۔ نیز موت قیامت کا دروازہ ہے۔ اور موت قریب ہے۔
- ۸۔ یوم التغابن | غبن دھوکہ کو کہتے ہیں۔ اس دن یہ امر ظاہر ہوگا کہ حیات دنیا میں کون سے لوگ دھوکہ میں مبتلا رہے۔ جنہوں نے عمر عزیز کا قیمتی حصہ کن مضر چیزوں میں گتوایا اور کن قیمتی اعمال سے محروم رہے۔
- ۹۔ نحافۃ | یعنی پست کرنے والا دن کہ دین سے برگشتہ افراد جہنم کی پست ترین ذلت میں اس دن پہنچیں گے۔

- ۱۰۔ مرافعة | بلند کرنے والا دن۔ جن لوگوں نے دنیا کی زندگی میں دین کا اہتمام کیا ہے وہ اس دن جنت کے بلند مقام کی شہنشاہیت سے نوازے جائیں گے۔ نحافۃ رافعة۔ طامۃ الکبریٰ۔ فاذا جاءت طامۃ الکبریٰ طامۃ الکبریٰ بڑے ہنگامے کا نام ہے۔ قیامت سے بڑا ہنگامہ ممکن نہیں۔ جس میں تمام انسانوں کی قسمت کا ابدی فیصلہ ہوگا۔
- قیامت اور حشر نشر انسانی زندگی کا اہم شعبہ ہے جس پر دینی تباہی یا فحش حالی کا مدار ہے۔ قیامت کے متعلق تین امور قابل غور ہیں۔

- ۱۔ قیامت کا وجود جس کو ہم صورت قیامت سے تعبیر کرتے ہیں۔
 - ۲۔ مقصد قیامت یعنی مجازاۃ اعمال جس کو ہم روح قیامت سے تعبیر کرتے ہیں۔
 - ۳۔ تفصیلات قیامت مثلاً کیفیت قیامت۔ وزن اعمال حوض۔ تجرور صراط و نور۔ دوزخ و جنت وغیرہ۔
- سب سے پہلے ہم صورت قیامت و معاد کا ذکر کرتے ہیں۔ اور ان کے عقلی و نقلی دلائل پیش کرتے ہیں۔
- معاد اور قیامت کا ثبوت نقلی | ۱۔ تمام سماوی ادیان قیامت اور مردوں کے دوبارہ زندہ کئے جانے پر متفق ہیں۔ اور تمام ملل سماوی اس کو تسلیم کرتے ہیں۔ مخرج موافق ج ۸ ص ۲۹ میں یہ نقل موجود ہے۔
- أَجْمَعَ أَهْلُ الْمِلَّةِ وَالشَّرَائِعِ عَلَى الْخَيْرِ هِمٌّ عَلَى جَوَارِهِ وَدُقُونِهِ
- یعنی تمام اہل ملت و شریعت حشر جساد کے جواز اور وقوع پر متفق ہیں۔
- ۲۔ خود تمام آسمانی کتابوں میں قیامت کا تذکرہ موجود ہے۔

۳۔ تمام انبیاء علیہم السلام جن سے بڑھ کر صادق اور راست باز اولاد آدم میں نہیں۔ وہ سب قیامت کی خبر دیتے رہے ہیں۔ قرآن نے قیامت کا بیان نہایت تفصیل سے بیان کیا ہے۔ پھر مَحْصَدُ قِیَامَتِکُمْ فرمایا یعنی قرآن گذشتہ آسمانی کتابوں کے اصول و عقائد کی تصدیق کرتا ہے جس سے ثابت ہوا کہ قرآن نبوت و قیامت و مجازات اعمال وغیرہ امور میں سابق تعلیمات کتب سماویہ کا مصدق ہے۔ قیامت کے بعد آخرت کی زندگی سے بڑھ کر اور پائیدار ہے۔ وَالْآخِرَةُ خَيْرٌ وَأَبْقٰی۔ اخروی زندگی بہتر اور پائیدار ہے۔ پھر فرمایا اِنَّ هٰذَا لَفِی الصُّحُفِ الْاُولٰی صُحُفِ اِبْرٰہِیْمَ وَمُوسٰی۔ یہ مضمون حضرت ابراہیم اور حضرت موسیٰ علیہم السلام کے صحیفوں میں موجود ہے۔

تردید انکار فلاسفہ | فلاسفہ نے حشر جساد کا انکار کیا ہے۔ لیکن مجازۃ اعمال کو وہ بھی تسلیم کرتے ہیں بعض بہ شکل سعادت و شقاوت روحانی اور بعض بشکل تناسخ ارواح جس کی ہم آگے چل کر تردید کریں گے۔ فلاسفہ کا انکار خود ان کے قواعد فلسفہ کے تحت بھی مردود ہے۔ کیونکہ وہ ہر ممکن کو تحت القدرت تسلیم کرتے ہیں۔ اور یہ ہر سے کہ حشر جساد کے ممکنات سے ہے۔ حشر میں ایک جز روح انسانی ہے۔ دوم ذرات بدن۔ سوم تالیف اور ہیئت تراکیبیہ اور یہ تینوں اشیا را قسم ممکن داخل قدرت الہیہ ہیں۔ کیونکہ یہ دونوں چیزیں موت سے قبل اللہ کے ایجاد سے موجود ہوئی تھیں۔ اگر غیر ممکن اور ممنوع ہوتیں تو پہلی مرتبہ بھی وجود میں نہ آتیں۔ اب دوبارہ موجود ہونا تو زیادہ عقل کے قریب ہے۔ اسی کو قرآن نے بیان کیا۔ وَهَؤُلَاءِ هُمُ الَّذِیْنَ عَلٰی ذٰلِکَ الْمَثَلِ الْاَعْلٰی (دوم) یعنی دوبارہ پیدا کرنا انسانی قدرت کے قاعدہ سے زیادہ آسان ہے، پہلی بار سے۔ اگرچہ اللہ بہت بلند ہے۔ لہذا اس کے اعتبار سے دونوں تخلیقوں میں کچھ فرق نہیں۔

شبهہ اعادہ معدوم | فلاسفہ کا انکار اس شبہہ پر مبنی ہے کہ وجود اول و دوم ایک ہے۔ اور عدم دو مغائر چیزوں میں آتا ہے۔ لہذا معدوم کا بعینہ اعادہ نہیں ہوتا۔ اور قیامت میں سابق معدوم کا بعینہ اعادہ ہے۔ یہ شبہہ بالکل باطل ہے۔ ایک تو اس وجہ سے کہ اول وجود کا زمانہ اور ہے اور دوم وجود کا اور۔ لہذا زمانہ اول کا وجود ختم ہوا۔ اور دوسرے زمانے میں اس نے وجود پایا۔ جو بعینہ پہلی چیز کا وجود ہے جو وجود پہلے زمانہ میں آسکتا ہے۔ وہ معدوم ہو کر دوسرے زمانے میں کیوں نہیں آسکتا۔ اگر یہ کہا جائے کہ زمانہ بدل جانے سے بعینہ پہلی چیز کا اعادہ نہیں ہوا۔ کیونکہ پہلی چیز کی شخصیت کا جز وہ زمانہ تھا۔ جو نہیں ٹوٹا یا گیا تو یہ غلط ہے۔ کیونکہ زمانہ مشخص نہیں اس لئے اس کی تبدیلی سے شخصیت نہیں بدلتی۔ ورنہ کل کا آدمی آج کے دن میں پہلا شخص نہیں کہلاتے گا۔ کیونکہ کل اور آج کے زمانہ میں فرق ہے۔ باقی اعادہ معدوم کے استحالہ اور زمانے سے شخصیت کی تبدیلی کی غلطی ہم ایک مثال سے سمجھاتے ہیں۔ ایک انسان کا وجود اول زمانہ

میں ہونا اور پھر موت کے ذریعے معدوم ہو کر قیامت کے دوسرے زمانہ میں موجود ہونا اس کو ایسا سمجھو کہ ایک آدمی لاہور سے کراچی چلا جائے گا یا اس کا پہلا مکان لاہور تھا اس سے گم ہو کر دوسرے مکان میں موجود ہوا۔ اور درمیانی وقت میں لاہور سے چلا ہے۔ اور کراچی نہیں پہنچا۔ یہ اس کے لئے دونوں شہروں میں معدوم ہونے کا زمانہ ہے۔ تو ایسا ہونے میں کیا محال لازم آتا ہے۔ انسان مگر پہلے زمانہ میں معدوم ہوا اور آخرت نہ پہنچنے کی حالت میں آخرت سے بھی معدوم ہے اور آخرت آنے پر وہاں دوبارہ موجود ہوا کیونکہ زمانہ سے عدم میں کوئی فرق نہیں گویا کہ لاہور کو موجود انسان کے لئے مانند دنیوی وجود سمجھو۔ اور قیامت و آخرت کے وجود کو مثل وجود کراچی اور درمیان میں قطع مسافت کے وقت اس کی جو حالت ہے کہ اس وقت وہ نہ لاہور میں ہے اور نہ کراچی میں۔ اس کو عالم برزخ اور قبر کی حالت کی طرح سمجھیں کہ مردگان نہ دنیا میں ہیں نہ آخرت میں۔ اسی طرح اگر زمانے کی تبدیلی سے دنیا کا شخص وہ نہیں رہا ہے جو قیامت میں زندہ کیا گیا کیونکہ زمانے کا فرق ہے تو یہ دو وجہ سے غلط ہے۔ ایک اس وجہ سے کہ زمانے سے اگر شخصیت بدلتی ہے تو مکان کی تبدیلی سے بھی شخصیت بدل جائے گی۔ لہذا جو شخص لاہور میں ہے اگر وہ مٹان آجائے تو وہ دوسرا آدمی ہو گا پہلا نہ ہو گا۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ وحدت کا مدار اجزاء اصلیہ اور روح کی وحدت پر ہے۔ اس کے علاوہ اگر کچھ فرق ہو تو اس سے عرفاً شخصیت نہیں بدلتی۔ مثلاً اگر کسی آدمی کا رنگ پہلے سفید ہو پھر گرم ملک میں دھوپ میں کام کرنے کی وجہ سے اس کا رنگ سیاہ ہو جائے تو سفیدی و سیاہی کے فرق کے باوجود شخص ایک رہے گا۔ اس کو کوئی قانون دو قرار نہیں دے سکتا۔ اسی طرح اگر ایک آدمی جس کی عمر پندرہ سال ہو وہ تیس سال کا ہو جائے تو رنگ و روپ اور طول و عرض کا فرق ناگزیر ہے لیکن پھر بھی وہ ایک شخص قانوناً کہلائے گا۔ کوئی حکومت اس کی تنخواہ کی ادائیگی سے یہ کہہ کر انکار نہیں کرے گی کہ جس عمر میں تیرا تقرر ہوا اب کچھ تبدیلی ہوئی لہذا تم دوسرے شخص ہونے کی وجہ سے تنخواہ کے حقدار نہیں۔ اور نہ بے مقدمہ میں کوئی عدالت یہ کہہ کر اس کا مقدمہ خارج کرے گی کہ تم بدل گئے ہو اب تم سابق مدعی نہیں رہے۔ اسی طرح اعمال نیک و بد کی وجہ سے اجزاء اصلیہ کی وحدت کے باوجود اگر رنگ و روپ کا قیامت میں کچھ فرق ہو تو آدمی بعینہ وہی کہلائے گا۔

المذاهب فی المعاد | روح کے متعلق دو رائیں ہیں۔ ایک یہ کہ وہ جسم لطیف ہے دوم یہ کہ وہ مجرد اور غیر مادی ہے۔ اب اسی اختلاف کے تحت معاد کے سلسلے میں شرح مواقف مصری ج ۸ و ۹ کی نقل کے مطابق پانچ اقوال ہیں۔

۱۔ معاد صرف جسمانی ہے کیونکہ بدن کی طرح روح انسانی بھی جسم ہے لہذا صرف جسم ہی کا اعادہ ہے۔ کشف جسم بدن اور لطیف جسم روح کا اعادہ ہے۔ یہ اکثر متکلمین اسلام کا قول ہے جو روح کو مجرد نہیں مانتے۔

۲۔ معاد صرف روحانی ہے یعنی جسم کا اعادہ نہیں۔ صرف روح مجرد ہی مدار سعادت و شقاوت ہے۔ یہ یونان کے فلاسفہ الہیین کا قول ہے۔

۳۔ معاد جسمانی و روحانی دونوں ہیں۔ بدن کا اعادہ جسمانی اعادہ ہے۔ اور روح مجرد کا اعادہ روحانی اعادہ ہے۔ تو معاد جسمانی بھی ہوا اور روحانی بھی۔ یہ جلیمی، بغزالی، ابو زید، دبوسی، رانغب معمر اور متاخرین امامیہ اور اکثر صوفیا کا قول ہے۔ یعنی یہ حضرات روح کو مجرد مانتے ہیں۔

۴۔ معاد نہ جسمانی ہوگا اور نہ روحانی۔ یہ یونان کے حکما الہیین کا قول ہے۔

۵۔ نفی اور اثبات معاد دونوں میں توقف ہے۔ یہ جالینوس کا قول ہے۔ ان کو اس میں شبہ ہے کہ روح مزاج منعدم بالموت کا نام ہے۔ یا جو ہر باقی بعد الموت کا۔

ان پانچ اقوال کا تعلق صرف بدن انسانی اور روح انسانی کے ساتھ ہے۔ لیکن یہاں ایک چھٹا قول مجازاۃ کے سلسلے میں تناسخ ارواح کا ہے۔ جو حکماء ہند اور بعض حکما یونان اور بعض حکما یونان اور بعض منسوب الی الاسلام حضرات کا قول ہے۔ مثلاً احمد بن حابط جو ابراہیم نظام کا شاگرد ہے۔ ابو مسلم خراسانی، محمد بن زکریا، طبیب رازی اور قرامطہ کا ہے۔

۱۲۰

مجازاۃ کی تین شکلیں | دیکھو آخر کے لئے مل نحل ابن حزم ج ۱۰۔ اب مجازات اعمال کی شکلیں تین ہوتی ہیں۔

۱۔ اہل اسلام اور مل سماویہ کی رائے ہے کہ حشر اجساد اور بعث بعد الموت کی شکل میں مجازاۃ بہ شکل جنت و دوزخ ہوگی۔

۲۔ بغیر حشر اجساد کے روح کا نیکی و بدی کے اثر، لذت و الم کو عکس کرنا مجازاۃ ہے جو حکما الہیین کا قول ہے۔

۳۔ اعمال گذشتہ نیک و بد کے مطابق ارواح کا انسان اور حیوان کے قالب میں بغرض مجازاۃ منتقل ہونا مجازاۃ ہے۔ یہ بعض حکما یونان اور اکثر حکما ہند کا قول ہے۔

تنقید | اخیر کے دو قول انبیاء علیہم السلام اور کتب سماویہ کے خلاف ہیں۔ اور عقل و فلسفہ کی بنیاد پر بھی

غلط ہے۔ روحانی مجازات تو اس لئے غلط ہے کہ اعمال میں بدن اور روح دونوں شریک ہیں اور مجازاۃ روحانی کا تعلق تو صرف روح سے ہے، نہ بدن سے۔ کوئی نیکی ہو مثلاً نماز یا بدی ہو مثلاً قتل، نہ اس کو صرف روح کر سکتی ہے

اور نہ صرف بدن کر سکتا ہے۔ بلکہ دونوں کی شرکت سے ہوتی ہے۔ لہذا نیکی و بدی کے نتائج میں بھی دونوں کی

شمولیت ضروری ہے۔ جیسی اسلامی مجازاۃ اعمال میں ہے۔ کہ روح اور بدن کو ملا کر زندہ کرنا ہے۔ اس کے

بعد جنت و دوزخ کی شکل میں دونوں کو جزا دینا ہے۔ لیکن صرف روح پر مدار جزا رکھنا جیسے قول دوم یا سوم

کا مفہوم ہے غلط ہے۔ اس کی مثال ایسی ہے کہ کسی انار کے باغ میں چوری کی غرض سے دو آدمی جا کر انار توڑ کر

کہ جمع کر لیں۔ ان میں سے ایک اندھا ہو اور دوسرا لنگڑا ہو۔ اندھا انار کو پہنچ سکتا ہے لیکن پکے اور کچے انار میں فرق نہیں کر سکتا کہ وہ بینائی سے محروم ہے۔ اور لنگڑا فرق تو کر سکتا ہے۔ لیکن لنگڑا ہٹ کی وجہ سے پہنچ نہیں سکتا۔ اب یہ دونوں طے کرتے ہیں کہ اندھا لنگڑے کو کندھے پر سوار کر کے اس سے انار پر پہنچا کر پکا انار تڑوا رہا ہے۔ کہ اچانک مالک باغ دونوں کو پکڑ کر عدالت میں پیش کرتا ہے۔ عدالت میں ہر ایک اپنی برأت کے لئے دلیل پیش کرتا ہے۔ اندھا کہتا ہے کہ میں نے چوری نہیں کی کہ میں تو دیکھتا نہیں اور لنگڑا کہتا ہے کہ میں نے چوری نہیں کی کہ میں تو پہنچ نہیں سکتا۔ ایسی صورت میں یقیناً عدالت کا فیصلہ یہ ہوگا کہ یہ چوری دونوں نے مشترک کی ہے۔ لہذا سزا بھی دونوں کو دینا چاہئے۔ یہی اعمال نیک و بد کے بارہ میں جسم و روح کا ہے۔ کہ صرف ایک کافی نہیں جب تک دونوں نہ ہوں۔ لہذا جزا بھی دونوں کی شرکت ضروری ہے۔ اس کے علاوہ روحانی مجازات کی حقیقت ایک خوابیدہ شخص کے اچھے یا برے میں احساس دکھ ہوتا ہے اور اسی درجے کی دکھ یا سکھ کا احساس اصلاح بشری کے لئے کافی نہیں۔ جزا کے لئے یہ ضروری ہے کہ فوت شدہ فائدہ کے مقابلہ میں قوی تر فائدہ ہو۔ مثلاً ایک آدمی کے پاس کسی یتیم کے باپ نے دس ہزار کی رقم امانت رکھی ہے جس کا یتیم کو علم نہیں۔ اور نہ تحریری یا شہادت ثبوت ہے۔ ایسی صورت میں اس شخص کو جزا امانت کی امید پر یتیم کو اس کے والد کی دس ہزار کی رقم کو حوالہ کرنا دس ہزار کا فائدہ کھودیتا ہے۔ اور اس رقم سے جو کدتیں وہ مثال کر سکتا تھا اس سے دستبردار ہوتا ہے۔ اور ایسی قربانی کے لئے تیار ہونے کا محرک وہی جزا ہو سکتا ہے جو دس ہزار روپے سے لاکھ گنا زیادہ قیمتی اور کروڑ گنا سے زیادہ پائیدار ہو مثلاً جنت۔ نہ یہ کہ دس ہزار کی امانت ادا کرنے میں بعد از موت صرف اس کو اچھا تصور نصیب ہو۔

رد تناسخ | مجازات بشکل تناسخ بھی بوجہات ذیل عقلاً درست نہیں۔

۱۔ تناسخ انصاف کے خلاف ہے۔ کیونکہ تناسخ مجازات کا تعلق صرف روح سے ہے۔ بدن اس میں شریک نہیں۔ مثلاً ایک مجرم انسان کی روح اگر مرنے کے بعد کسی بھنگی کے مچے کی قالب میں ڈال کر اس کو بھنگی کے گھر میں یا کسی ذلیل جانور میں ڈال کر اس کو جرم کی سزا دی جائے تو اس سزا میں اس مجرم انسان کا بدن شریک نہیں۔ بلکہ سزا صرف روح کو دی گئی۔ کہ اس کو انسان ذلیل یا حیوان کے حقیر قابلوں میں ڈال کر زحمت دی گئی۔ حالانکہ جرم میں روح کے ساتھ مجرم کا بدن بھی شریک رہا ہے۔ یہ خیال نہ کیا جائے کہ بدن روح کے لئے صرف جرم کرنے کا آلہ ہے۔ اس لئے جزا میں شریک نہ ضروری نہیں۔ مثلاً جیسے تلوار یا بندوق قاتل کے لئے آہ ہے۔ اس لئے اس کو جزا سے خارج سمجھا گیا۔ جیسے قاتل کو سزا دی جاتی ہے۔ لیکن اس کی تلوار اور بندوق کو سزا نہیں دی جاتی۔ یہ غلط ہے کیونکہ بدن آلہ جرم کی حیثیت نہیں رکھتا کیونکہ آلہ فعل نہیں خود فاعل ہے آلہ مثلاً تلوار فاعل

یعنی قاتل سے بالکل جدا اور مسفل وجود رکھتا ہے۔ لیکن روح و بدن میں مکمل اتصال اور بدن کے ہر حصہ میں روح سرایت کی ہوئی ہے۔ دوم یہ کہ تلوار قاتل میں تاثر باہمی نہیں۔ قاتل کے غم یا خوشی سے تلوار پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ لیکن روح کے غم اور خوشی سے بدن متاثر ہوتا ہے۔

یہ تصور تناسخ کی صحت کی دلیل نہیں۔ کہ انسان حیوانات سے کام لیتا ہے۔ اس لئے حیوانات کے اندر جو روحیں ہیں انہوں نے انسانی قالبوں میں رہ کر کوئی جرم کیا ہے۔ جس کی سزا میں ان کو حیوانی ذلت نصیب ہوئی ہے۔ یا کم درجے اور غریب انسانوں کی روحوں نے اس سے پہلے انسانی قالب میں کوئی جرم کیا تھا جس کی سزا میں ان کو غریب گھرانے میں لوٹا کر جرم کی سزا میں مبتلا مصائب کیا۔ کیونکہ حیوانات کی فطرت کا تقاضا یہ ہے کہ انسان ان سے کام لے جس کے لئے جرم سابق کا وجود ضروری نہیں۔ کیونکہ اس کے بغیر نظام عالم چل نہیں سکتا اور نہ حیوانات کے وجود کی حکمت نمایاں ہو سکتی ہے بلکہ اگر انسان اس سے کام نہ لے تو حیوانات کا وجود لغو اور بے کار ٹھہرے گا جو خدا نے حکیم کی شان کے خلاف ہے۔ اسی طرح انسانوں کی خوش حالی اور بد حالی تقاضا فطرت ہے کہ غنی فقیر سے کام لے اور غنی اس کو اجرت دے۔ غنی فقیر اور غریب کے عمل کا محتاج ہے۔ اور غریب امیر کی اجرت کا۔ اور اسی احتیاج باہمی سے انسانی تمدن کا ربط قائم ہے۔ ورنہ انسانی تمدن کا شیرازہ بکھر جائے گا۔ اسی طرح امراض اور مصائب دنیا بھی حکمت سے خالی نہیں۔ تاکہ صحت کی حالت میں شکم کا جذبہ مصیبت اور مرض کی حالت میں صبر کا جذبہ ظہور میں آکر انسانی کمالات کے ظہور کا موجب بنے۔

۲۔ تناسخ مجازات میں جرم کا علم نہیں | اگر تناسخ مجازات کو تسلیم کیا جائے تو سزا جرم کے لئے تحقیق جرم اور اس کی سزا کا علم ضروری ہے۔ جیسے دنیا کی عدالتوں میں مروج ہے۔ لیکن کسی حیوانی روح کو یہ پتہ نہیں کہ اس نے سابق کو نسا جرم کیا ہے۔ اور اس کو کس جرم کی سزا میں حیوان کے قالب میں ڈالا گیا ہے۔ لہذا تناسخ نامعقول ہے۔

تعداد و موافقت و ولادت کا تفاوت ترویج تناسخ ہے۔ | اگر حیوانات کی پیدائش انسانی روحوں کو بسبب

جرم کے حیوانی قالبوں میں ڈھالے کا نتیجہ ہے جیسے تناسخ والوں کا خیال ہے تو چاہئے کہ جتنے مجرم اور گناہ گار انسان مرجائیں بعینہ اتنی تعداد میں حیوانات کی پیدائش ہو کیونکہ انہی فوت شدہ مجرم انسانوں کی روحوں کی حیوانات کی قالب میں پڑنے سے ان کی تعداد کے موافق حیوانات کی حیات و پیدائش کا حاصل ہونا ضروری ہے۔ لیکن اگر کسی دن ایک لاکھ انسان مرتے ہیں جن میں نصف یا کچھ زیادہ مجرم ہوتے ہیں تو اسی تعداد کے مطابق کبڑے مکوڑے اور دیگر حیوانات پیدا نہیں ہوتے بلکہ کروڑوں اربوں ایک دن میں حیوانات پیدا ہو جاتے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ حیوانات کی پیدائش

پیدائش مجرم روحوں کی تناسخ چکر اور گردش کا نتیجہ نہیں بلکہ ابتدائی تخلیق کے طور پر حیوانات پیدا ہوتے ہیں۔ اس لئے نظریہ تناسخ غلط ٹھہرا۔

۴۔ تناسخ کی تردید کی بڑی وجہ یہ بھی ہے کہ اگر تناسخ مان لیا جائے تو انسان اور حیوانات کی روحوں کی وحدت کا قائل ہونا پڑے گا۔ کہ درحقیقت حیوانات کی روحوں بھی انسانی روحوں ہیں جو مجرم کے سبب سے حیوانات کی قالب میں آئی ہیں۔ لیکن دونوں روحوں کا مختلف ہونا ظاہر ہے کہ انسانی روحوں عاقل و ناطق ہیں لیکن حیوانی روحوں ایسی نہیں۔ دوم یہ کہ اگر بتلی میں مثلاً انسانی روح ہے تو انسانی قالب میں اس کو چوہا کھانے سے نفرت تھی۔ تو پھر یہ کیوں کر ممکن ہے کہ بتلی کی قالب میں وہی چوہا کھانے سے نفرت کرنے والی روح یک دم اپنی فطرت نفرت چھوڑ کر چوہے کے پیچھے دوڑنے پر آمادہ ہو گئی۔ یہ فوراً منظر فطرت نامعقول ہے جس سے معلوم ہوا کہ حیوان کی روح جدا گانہ فطرت رکھتی ہے جو انسانی روح سے مختلف ہے۔ اس لئے تناسخ غلط ہے۔

جب مجازۃ اعمال کی دو شکلیں صرف روحانی معاد اور تناسخ چکر باطل اور نامعقول قرار پائیں تو حق شکل مجازۃ کی ایک باقی رہ گئی۔ وہ یہ کہ مردوں کے ذرات بدن کو مجتمع کر کے بدن تیار ہو۔ اور ان میں ان کی روحوں کو ڈال کر زندہ کر کے مجازات اعمال کے لئے عدالت الہیہ میں پیش کر کے دوزخ و جنت کی شکل میں ان پر قانون مجازۃ کو نافذ کیا جائے۔ جو نہ صرف بلحاظ نقل تمام شرائع سماویہ اور انبیاء کرام کے قواعد سے ثابت ہے۔ بلکہ عقل و فلسفہ کے لحاظ سے بھی موزوں و معقول ہے اور اس میں کوئی استبعاد نہیں۔ بظاہر اسلامی مجازۃ کی یہ صورت اگرچہ ظاہر بین حضرات کی نگاہ میں دشوار یا مستبعد نظر آتی ہے لیکن حقیقت پر نگاہ ڈالنے کے بعد اس میں کوئی استبعاد نہیں : (باقی)

مؤثر الصغیر

تالیف و اشاعت

مؤثر الصغیر کی ایک تازہ تاریخی پیشکش
قادیان سے امریکہ تک

تالیف و اشاعت: مؤثر الصغیر کی ایک تازہ تاریخی پیشکش قادیان سے امریکہ تک

کتاب کے تیرہ ابواب کی ایک جھلک ہر باب کی نئی مثال پر مشتمل ہے۔

۱۔ سید کریم بنی بربریت ۵۔ بیادیت در شان
۲۔ ہمدانی جہاد ۶۔ زعمون و لادن ۷۔ جنگ عظیم اور قانونی تحریکات
۳۔ ساری جہاد ۸۔ نزع سورج کی کین ۹۔ ترکیب کہتیں اور قانون
۴۔ کیم و لادن کا دور ۱۰۔ نئے نئے نئے ۱۱۔ انیم و لادن کے فلسفے

بارش باں ہونو عریلی ایسی ستند اور محققان کتاب

جست و جوی

سما قادیان یو قادیان اور یو ای آئی کو کھانا کی ہے

خطی و عیب توئی۔۔۔ تیغ کے تے ترشے حب کہ دلاں کر ۳۳ فی سہد رطبت۔
تبت: ہوا دیپ، سحت: ۲۲۳، کاغذ: عمدہ، طاقت: دیکھ کر آرت، آئی: بیادیت

مؤثر الصغیر جہاد العلوم صحابہ اکوڑہ خٹک ضلع شادور

پاکستان